عالم الغیب کون؟

تحریر: محمود مرزا جہلمی چیف ایڈیٹر ہفت روزہ "صدائے مسلم"، جہلم

بنی نوع انسان نے آج تک جو کچھ معلوم کر لیا ہے، جو کچھ دریافت کر لیا ہے یا آسمانی کتب کے ذریعے انبیائے کرامؑ کی وساطت سے جو علم اسے دیا گیا ہے، جواب غیب کے مقابلے میں شہادہ ہے، اس کی ایک نہایت قلیل مقدار سے بھی کم تر مقدار کا علم ہر انسان یا اوسط درجے کے انسان کو میسر نہیں ہے۔ انسان کی معلوم تاریخ، جو خود اسکے اپنے ہی اسلاف واجداد کی داستانِ حیات ہے اور جو سراسر شہادہ کے حکم میں داخل ہے، اس کا مکمل احاطہ کرنے والا ایک بھی انسان نہ کبھی تھا، نہ اب ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔

اللہ جل شانہ علام الغیوب تو ہیں ہی مگر شہادہ جسے وہ انسان پر مندرجہ بالا ذرائع سے منکشف و ظاہر فرما چکے ہیں، اس کا پورا پورا علم ہر آن و ہر لحظہ انہی کو ہے۔ اسی لئے وہ اپنے لئے "عالم الغیب والشہادۃ" کی صفت اختیار فرماتے ہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ میں ﴿ وما أوتيتم من العلم الا قليلاً ﴾ (بنی اسرائیل: ۸۵) "اور تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے علم سے کچھ نہیں ملا مگر تھوڑا"۔ انسان کی علمی بے مائیگی کا ثبوت ہے۔ مگر بات اس سے بھی آگے ہے کہ جو علم قلیل اسے دیا گیا ہے وہ بھی پورے کا پورا کسی انسان کے مطالعہ یا حافظہ میں محفوظ نہیں ہے۔

جابر بن حیان، آئن سٹائن اور نیوٹن نے جو سائنسی نظریات پیش کئے اور جو جو اَسرارِ کائنات اللہ نے ان پر ظاہر فرمائے، ان کا پورا پورا علم آج کی علمی اور سائنسی دنیا میں کتنے انسانوں کو ہے؟ درانحالیکہ یہ سب کچھ شہادہ ہے۔

تخلیقِ آدمؑ کے بعد اللہ باری تعالیٰ نے انہیں اشیاء کے نام سکھائے، مگر فرشتوں کو نہ سکھائے۔ چنانچہ ان سے فرمایا کہ اگر تم اپنے موقف پر سچے ہو تو ذرا ان اشیاء کے نام سنا دو...... مگر وہ عاجز تھے۔ بات یہ نکلی کہ علم کا ماخذ و سرچشمہ ذاتِ باری تعالیٰ کا علم ہے، جو انسان سے ہمیشہ مخفی رہا ہے۔ البتہ اپنے اس علم میں سے اللہ رب العزت جسے چاہیں جتنا چاہیں عطا فرما دیں۔ ان کا علم ہم سے پوشیدہ ہے اور وہ فرماتے ہیں: ﴿لا يحيطون بشئ من علمه الا بما شاء﴾ ان کے علم کا احاطہ کرنا محال ہے، ہاں وہ اپنے ناپیدا کنار بحرِ علم میں سے چند قطرے اگر کسی کو بخش دیں تو ان کی اپنی رضا ہے۔ آدم علیہ السلام کو جنت میں سکونت عطا فرمائی اور خبردار کر دیا کہ اس درخت کے قریب بھی نہ جانا، جناب آدمؑ کو علم نہ تھا کہ اس انتباہ کی خلاف ورزی کا نتیجہ لباس سے محرومی اور جنت سے انخلا کی صورت میں نکلے گا۔ عمومی معنی میں شہادہ کے تحت آنے والا علم بھی ہر بندے کی اپنی اپنی استطاعت استعداد اور صلاحیت کے مطابق غیب اور شہادہ میں تقسیم ہوتا رہتا ہے۔ آج ایک انسان کا مطالعہ اور مشاہدہ کم ہے مگر سال

دو سال بعد بڑھ جاتا ہے اس کا ذخیرہ معلومات وسیع ہو جاتا ہے، تو ہوتا در اصل یہ ہے کہ جو علم اللہ باری تعالی، دنیا میں ظاہر فرما چکے ہوئے ہیں اسی کے زیادہ حصہ پر اسے قدرت حاصل ہو گئی ہے۔ جبکہ پہلے اسی شہادہ کے اندر ہی اس کے لئے غیب زیادہ تھا اور اب بھی ہے۔ یہ نہیں ہو گا کہ کسی انسان کو شہادہ کا ہی پورا پورا علم ہو جائے۔ لہذا وہ علم جو ابھی اللہ باری تعالی نے مذکورہ ذرائع میں سے کسی بھی ذریعے سے منکشف نہیں فرمایا ہے اور جو ابھی پوری طرح پردہ غیب میں ہے اس تک رسائی کسی بھی انسان کے لئے نہ پہلے ممکن تھی نہ اب ہے اور نہ آئندہ کبھی ہو گی۔

البتہ انسان کو ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ اسے، اس کا علم ہو جائے، جو کل ہونے والا ہے۔ اس کی اسی خواہش کے نتیجے میں فال گیری، پامسٹری، علمِ نجوم وغیرہ جیسی ضعیف الاعتقادی عالمِ وجود میں آئی جو انسانی معاشروں میں ہمیشہ سے مقبول رہی ہے۔ کسان چاہتا ہے اسے کسی طرح یہ پتہ چل جائے کہ بارش کب ہو گی؟ چنانچہ اس کی اس خواہش کی تکمیل کے لئے محکمہ موسمیات والے، اسبابِ باراں کے مطالعاتی اور سائنسی تجزیے کرتے رہتے ہیں اور موسم کے بارے میں سائنسی اور عقلی بنیادوں پر مبنی پیش گوئی کرتے رہتے ہیں جو کبھی ٹھیک اور کبھی غلط ہوتی رہتی ہے۔ اسے غیب دانی نہ کہنا چاہیے کیونکہ یہ پیش گوئی چند خارجی آلات اور رصد گاہی سرگرمیوں کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے جبکہ غیب کا علم جس کی وجہ سے اللہ تعالی "علام الغیوب" کی صفت اختیار فرماتے ہیں۔ وہ کسی خارجی ذریعے، وسیلے یا کسی کاوش سے ان کو حاصل نہیں ہوا ہے بلکہ وہ ان کی ذات قدیم کی طرح ہی قدیم ہے اور حادث نہیں ہے۔ یعنی ان کا یہ علم ان کا ذاتی ہے۔ یہ جتنا آج ان کے پاس ہے اتنا ہی ازل کو تھا۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ یہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے۔

اب اگر کوئی جادوگر غیب کی بات جادو کے ذریعے معلوم کر کے ہمیں بتادے تو ہم یہ نہیں کہیں گے کہ وہ غیب داں ہو گیا ہے کیونکہ اس نے یہ علم حاصل کرنے کے لئے خارجی ذریعہ یعنی سحر کی قوت برتی ہے جبکہ غیب دان اللہ تعالی کا علم کسی خارجی ذریعے سے اس کو حاصل نہیں ہوا ہے۔ دنیا کے چھوٹے بڑے حکمران ہر دور میں جاسوسی کے محکمے قائم رکھتے ہیں تاکہ اپنے جاسوسوں کے ذریعے اپنے مخالفین کی سرگرمیوں اور اپنی رعیت کے احوال اور امن وامان کی کیفیت سے آگاہ رہیں۔ جدید دور میں اس محکمہ کو "انٹیلی جنس" کہتے ہیں۔ اب اگر امریکہ کی سی۔آئی۔اے کے جاسوس کلنٹن کو کرۂ ارض پر تمام ممالک کے خفیہ راز بتادیتے ہیں تو کلنٹن کو علم غیب حاصل نہیں ہو گیا کیونکہ اس نے یہ علم اپنے جاسوسوں اور مخبروں کے ذریعے حاصل کیا ہے۔ پس علم غیب صرف وہی ہوتا ہے جو ذاتی ہو اور جسے حاصل کرنے کیلئے نہ کوئی کاوش کی گئی ہو اور نہ ہی کوئی خارجی ذریعہ یا وسیلہ برتا گیا ہو۔

اس طویل تمہید اور علمِ غیب کی تعریف کے بعد میرے خیال میں اب قارئین اگلی گفتگو کو آسانی سے سمجھ

لیں گے۔ اہل اسلام اور خاص طور پر مسلمانان پاک و ہند میں یہ مسئلہ بڑی اہمیت بلکہ شدت کا حامل ہے کہ آیا جناب رسالت مآب ﷺ کو علم غیب حاصل تھا یا نہیں تھا؟

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿ذلك من أنباء الغيب نوحيه اليك﴾ (آل عمران: ۴۴) "یہ غیب کی خبریں ہیں جو (اے محمدؐ) ہم تیری طرف وحی کے ذریعے بھیجتے ہیں"۔ غیب کی خبریں اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ پر وحی کے ذریعے منکشف فرمائیں تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب نہیں بنتے۔ اور اگر آپ ﷺ کو عالم الغیب تسلیم کیا جائے تو پھر یہ بتانا پڑے گا کہ ایک ہی درجہ کے دو علام الغیوب یعنی اللہ تعالیٰ اور نبی علیہ السلام میں سے ایک علام الغیوب یعنی اللہ تعالیٰ دوسرے علام الغیوب یعنی نبی علیہ السلام کو کیوں خبریں بھیجتا ہے؟ اسکا کوئی جواب ہو ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی جواب دینے کی کوشش کی جائے تو ہر ایسی کوشش کلام الہٰی کی تردید کرے گی جو بہت بڑا گناہ ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحداً......﴾ (الجن: ۲۷) "اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء میں سے جسے چاہیں غیب کی باتوں سے آگاہ کر دیتے ہیں"۔ گویا انبیائے کرام کو اللہ تعالیٰ اپنے علم میں سے بعض باتیں بتا دیتے ہیں اور بتانے کی ضرورت بھی جبھی پیش آتی ہے کہ انبیائے کرامؑ کے علم میں وہ باتیں پہلے سے موجود نہیں ہوتی ہیں مگر کارِ نبوت کی انجام دہی کے لئے انہیں ان کی ضرورت ہوتی ہے یا امت کی راہنمائی کے لئے ان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر انبیاءؑ کی محترم جماعت خود ہی عالم الغیب ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتے جو اس مقام پر فرمایا گیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کی زبان اقدس سے یہ واشگاف اعلان فرمادیا:

﴿قل لاأقول لكم عندي خزائن الله ولا أعلم الغيب ولا أقول لكم إني ملك،ان اتبع الا مايوحىٰ إلي﴾ (الانعام: ۵۰) "کہہ دیجئے (اے محمد ﷺ اے لوگو!) میں نے تم سے یہ نہیں کہا ہے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ ہی (میں نے یہ کہا ہے کہ) میں عالم الغیب ہوں، اور نہ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اسی پر چلتا ہوں جو مجھ کو وحی کی جاتی ہے"۔ اللہ باری تعالیٰ نے یہ الفاظ ایک نبی کی زبان سے کہلوائے ہیں اور اس طرح سے یہ مسئلہ نہایت صراحت کے ساتھ حل کر دیا ہے۔ اب ہمارے تمہارے جھگڑے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں عالم الغیب ہوں اور نبی ﷺ کہتے ہیں: میں عالم الغیب نہیں ہوں تو اس کے بعد کون سی بات باقی رہ جاتی ہے؟ جس پر مزید دلائل دیے جائیں۔ مگر یہ دلائل ہمیشہ موجود تھے اور یہ جھگڑا بھی ہمیشہ سے موجود ہے۔ کیوں کہ جو اہل علم حضور کا عالم الغیب ہونا مان چکے ہیں وہ اپنے موقف سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں ہیں۔ رہے دلائل تو "مشتے از خروارے" نمونے کے طور پر وہ بھی دیکھ لیں: "ایک بار جبرئیلؑ

سے نبی ﷺ نے پوچھا کہ وحی کہاں سے لاتے ہو؟ عرض کیا: ایک قبہ ہے آسمان پر، میں اس کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہوں اور جو کلام اندر سے سنائی دیتا ہے وہ لا کر آپ کو سنا دیتا ہوں"۔ حضور ﷺ نے فرمایا: آئندہ وحی لینے جاؤ تو اس قبے کے اندر بھی جھانک کر دیکھنا۔ چنانچہ جبریلؑ نے تعمیلِ ارشاد کی اور دیکھا کہ قبے کے اندر بھی حضور اقدسؐ ہی تشریف فرما تھے"۔ عوام یہ باتیں سنتے اور سر دھنتے ہیں۔ مولوی حضرات جیبیں گرم کرتے اور حلوے اڑاتے ہیں اگر یہ واقعی درست ہوتی پھر حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ ان کے پاس اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمانا یہ قرآن ﴿تنزيل من رب العالمين﴾ ہے کیا ہے؟ اگر دلائل یہ ہیں تو واقعی وہ جیتے اور ہم ہارے!!

حضور اقدسؐ کے عالم الغیب ہونے یا نہ ہونے پر آپ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے کیا عقائد تھے؟

حدیث کا مشہور واقعہ ہے۔ ایک بار حضور اقدسؐ سیدہ زینبؓ کے ہاں قدرے زیادہ ٹھہرے، اس پر حضرت عائشہ صدیقہؓ اور سیدہ حفصہؓ نے صلاح بنائی اور جب حضورؐ ان کے ہاں تشریف لائے تو دونوں نے باری باری یہی کہا کہ آپؐ کے پاس سے مغافیر کی ناگوار باس آتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا: "انھوں نے زینبؓ کے ہاں سے شہد نوش فرمایا ہے اور باس اسی کی ہے ...... لہذا میں آج سے شہد اپنے لئے ممنوع ٹھہراتا ہوں"۔ ساتھ ہی دونوں ازواج سے کہا کہ یہ امتناعِ شہد کا معاملہ زینبؓ سے مخفی رہنا چاہیے۔ مبادا ان کی دل شکنی ہو۔ مگر ان دونوں ازواجؓ نے زینبؓ کو آگاہ کر دیا ناظرین مفصل واقعہ قرآن مجید میں پڑھیں۔ ان ازواجؓ نے زینبؓ کو آگاہ کر دیا، حضورؐ کو ان کے اقدام سے بذریعہ وحی آگاہ کر دیا گیا پھر جب حضورؐ نے ان سے پرسش کی تو انکی طرف سے اولین سوال یہ تھا کہ "آپؐ کو کس نے بتایا" اور حضورؐ نے جواب میں فرمایا: "اللہ علیم وخبیر نے"۔ اگر ازواج مطہراتؓ کا عقیدہ یہ ہوتا کہ حضورؐ عالم الغیب ہیں تو اول تو وہ یہ صلاح ہی نہ ٹھہراتیں۔ کیونکہ انہیں علم ہوتا کہ حضور ﷺ عالم الغیب ہیں اور انہیں ان کی اس تدبیر سے آگاہی ہو جائے گی بلکہ ہمیشہ سے ہے کیونکہ علمِ غیب قدیم ہے حادث نہیں۔ ثانیاً: جب حضورؐ اقدس نے ان سے باز پرس فرمائی تو انہوں نے ان سے فوراً ان کے ذریعۂ خبر کے بارے میں استفسار کیا اور حضورؐ اقدس نے جواباً یہ نہیں فرمایا کہ وہ خود ہی جانتے ہیں کیونکہ وہ عالم الغیب ہیں بلکہ یہ فرمایا کہ انہیں وحی کے ذریعے ربِ علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔ حضور اقدسؐ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے ہیں: "رب زدني علماً" اگر حضورؐ خود ہی عالم الغیب تھے تو اللہ تعالیٰ سے اپنے علم میں اضافہ کے لئے کیوں درخواست کرتے ہیں۔ لوگ آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھتے۔ آپؐ اس کا جواب اللہ تعالیٰ سے پوچھتے۔ قرآن مجید میں دیکھئے...... اگر آپؐ عالم الغیب تھے تو خود ہی کیوں نہ جواب فرما دیتے:

﴿يسئلونك عن الأهلة، قل هي مواقيت للناس﴾(البقرة :۱۸۹) ﴿يسئلونك عن الروح، قل الروح من امر ربی﴾ (بنی اسرائیل :۸۵)﴿يسئلونك عن المحيض ،قل هو أذیً﴾(البقرة)

لوگ پیغمبر علیہ السلام سے دنیا میں مختلف امور کے بارے میں پوچھتے اور جواب آسمان سے آتا ہے، اگر آپؐ عالم الغیب تھے تو یہ جواب آپ ﷺ کو خود ہی دے دینا چاہییں تھے۔ کیونکہ یہ آپؐ کے علم میں ہوتے۔ ان اہلِ علم کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کہ وہ خود تو ڈوبے ہیں مسلمانوں کی ایک عظیم اکثریت کو تو نہ لے ڈوبیں۔ کیا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ رسماً وحی کا حوالہ دیتے ہیں جبکہ حقیقت میں آپ ﷺ عالم الغیب ہی نہ تھے بلکہ حاضر و ناظر، حاجت روا مشکل کشا اور سب کچھ تھے، اسی لئے وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں ؎ پردے اندر جیہڑا انور سی بن کے محمدؐ آ گیا

یہ اہلِ علم سورۃ فیل کے حوالے سے حضورؐ کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿الم ترکیف فعل ربك باصحاب الفیل﴾ کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ آپؐ کے رب نے ہاتھی والوں سے کیا سلوک کیا تھا؟ "کیا آپؐ نے نہیں دیکھا؟" سوالیہ منفی ہے جو برابر ہے مثبت کے...... یہ ان کا موقف ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اصحاب فیل کا واقعہ جو حضورؐ اقدس کی ولادت باسعادت سے پچاس سال پہلے کا ہے اس کے وقوع کے وقت حضورؐ وہاں موجود تھے، حالانکہ آپؐ ابھی دنیا میں تشریف نہ لائے تھے۔ استفہامیہ مثبت کا یہ مفہوم اخذ کرنا تحریف معنوی کی ایک عجیب مثال ہے۔ اگر ﴿الم ترکیف......﴾ سے آپ کا پیدائش سے قبل ہی حاضر و ناظر ہونا ثابت ہے تو ہم اسی قسم کی دلیل سے ان کے موقف کو غلط قرار دے سکتے ہیں: ﴿وما کنت لدیھم اذیلقون أقلامھم أیھم یکفل مریم﴾ یعنی "جب وہ مریم علیہا السلام کی کفالت کے بارے میں قرعہ اندازی کر رہے تھے تو آپؐ وہاں قریب بھی نہ تھے"۔ "کیا آپؐ نے نہیں دیکھا؟" سے دیکھنے کا اثبات نہیں ہوتا، بلکہ مفہوم یہ ہے کہ اگر آپؐ نے نہیں دیکھا تو ہم بتائے دیتے ہیں۔ اور دوسری بات جو دلیل قاطع کا درجہ رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر حضورؐ اقدس اس واقعہ کے عینی شاہد تھے تو پھر وحی کے ذریعے اس کا بیان محض تکلف تھا اور ہونا یہ چاہیے تھا کہ حضورؐ اقدس اسے خود ہی حدیث کی شکل میں بیان فرما دیتے۔ پھر اس اندازِ سوال کے جواب دونوں طرح پر ممکن ہیں مثلاً آپ کسی سے یہ دریافت کریں "کیا میرا قلم آپ کے پاس نہیں؟" مسئول ہاں اور نہ دونوں طرح پر جواب دے سکتا ہے۔ اس لئے سوال یہ نہیں نکلتا کہ آپ مسئول سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کا قلم واقعی اس کے پاس ہے۔ سو "کیا آپؐ نے نہیں دیکھا" سے بدیہی طور پر مراد نہیں لی جا سکتی کہ اللہ جل شانہ حضورؐ اقدس کے متعلق یہ فرما رہے ہیں کہ وہ اس واقعہ کے عینی شاہد تھے حالانکہ ابھی آپؐ اس جہانِ رنگ و بو میں تشریف بھی نہ لائے تھے۔ اور اگر واقعی حضورؐ اقدس منصۂ شہود پر جلوہ فرما ہونے سے پہلے ہی واقعاتِ عالم کے شاہد تھے تو پھر اصحاب کہف اور ذوالقرنین کے قصے کفار کے پوچھنے پر کیوں نہ بیان فرما دیئے اور اپنا جواب کل تک کیوں موخر کیا تھا؟ غرض یہ تھی کہ کل تک وحی آجائے گی مگر اللہ تعالیٰ نے "ان شاء اللہ" نہ کہہ سکنے پر تنبیہ کے طور پر وحی کا سلسلہ اٹھارہ یوم تک معطل رکھا، ادھر کفار طرح طرح کی باتیں بناتے اِدھر وحی نہ آتی...... حضور اقدسؐ سخت پریشان تھے۔ اگر حضور اقدسؐ واقعۂ اصحابِ فیل

کے عینی شاہد تھے تو اصحابِ کہف اور ذوالقرنین کے قصص سے کیوں آگاہ نہ تھے ؟ کیونکہ عالم الغیب کا خاصہ ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ از خود واقعاتِ عالم و حوادثِ جہاں سے ازلی اور ابدی طور پر آگاہ ہوتا ہے، لہذا ہمارے ان اہلِ علم کا مؤقف غلط ہے کہ حضورِ اقدس ؐ کو علم الغیب حاصل تھا۔ قرآنِ عزیز میں مذکور ہے : ﴿اذقال الله یاعیسی ابن مریم أأنت قلت للناس ......﴾ یعنی : "اللہ تعالیٰ میدانِ حشر میں عیسیٰؑ سے دریافت فرمائیں گے آیا انہوں نے لوگوں سے کہا تھا کہ انہیں اور ان کی والدہ ماجدہ کو اللہ کے سوا دو الہ بنالیں تو حضرت عیسیٰ جواب دیں گے کہ انہوں نے ایسا نہیں کہا اور پھر ساتھ ہی یہ کہیں گے کہ اے اللہ جو کچھ میرے دل (نفس) میں ہے۔ اس سے تو آپ آگاہ ہیں مگر جو کچھ آپ کے نفس (علم) میں ہے میں اس سے آگاہ نہیں ہوں"۔

اہل ذوق سورۃ المائدۃ کے آخری رکوع میں یہ پورا مضمون پڑھیں اور اپنی روح تازہ کریں، مجھے انتہائی افسوس ہے کہ لوگ قرآن مجید کی تلاوت و تفہیم کی لذت سے ناآشنا ہو گئے ہیں اور ان گنت، بے اصل فرمودات، بے بنیاد ملفوظات اور موشگافیوں میں کھو گئے ہیں وہ حدیث شریف کی جگہ ہندی اور عجمی تذکروں میں دلچسپی لیتے ہیں بلکہ انتہا یہ ہوگئی ہے کہ برصغیر پاک و ہند کی منظوم عشقیہ داستانوں پر اپنے ایمان و عقائد کی عمارت کھڑی کرنے لگے ہیں ہمارے قرآنی دلائل واحادیث کے حوالے ان پر اثر ہی نہیں کرتے کیونکہ ہماری آواز اور انکے کانوں کے درمیان موسیقاروں نے شورِ قیامت برپا کر رکھا ہے۔ جو حضور اقدس ؐ کی نعت ہارمونیم اور طبلے سارنگی کے ساتھ گاتے ہیں جہاں نیکی و ثواب کی محفلیں طبلے کی تھاپ پر ہوتی ہوں وہاں قرآن و حدیث کون سنتا ہے ؟ خیر ! یہ تو جملہ معترضہ بیچ میں آگیا۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ اعتراف کریں گے کہ انہیں اللہ کے علمِ غیب میں کوئی حصہ حاصل نہیں تھا مگر اسی قدر جو ان پر بذریعہ وحی منکشف ہوا تھا۔ اللہ باری تعالیٰ نے اپنے قرآن کے تحفظ کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ یہ اہلِ علم ہر طریقے اور ہر حربے سے رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب کہنے پر تلے رہتے ہیں مگر مشیتِ الٰہیہ نے بھی یہ عہد کر رکھا ہے کہ خود ان کے قلم سے یہ لکھوادیا جائے کہ حضور ؐ کو علمِ غیب حاصل نہ تھا۔ میں سورۃ یوسف کی ابتدائی آیات کا ترجمہ لکھنے لگا ہوں۔ اگر یہ ترجمہ میرا ہو تو میں ان کے ہاں گستاخِ رسولؐ اور خبر نہیں کتنا بڑا مجرم ٹھہروں...... مگر یہ ترجمہ میرا نہیں ان کا ہے : ﴿الم٥ تلك آيات الكتاب المبين ٥ ......﴾ ترجمہ : "یہ روشن کتاب کی آیات ہیں، بیشک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو، ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں اس لئے کہ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی اگرچہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی"۔

اس مترجم اور پھر مفسر حضراتِ گرامی نے ترجمے اور تفسیر میں اپنے موقف کے اثبات میں قوسین کے اندر تحریفِ معنوی کے عجیب و غریب گل کھلائے ہیں مگر اس موقع پر ان کے قلم یہ جسارت نہ کر سکے۔ اب اگر یہ

بھی حضور اقدسؐ کو "تمہیں خبر نہ تھی" لکھیں تو پھر کس منہ سے وہ آپؐ کو عالم الغیب کہیں گے؟ مگر وہ کہتے ہیں اور جب دلائلِ قاطعہ کے شکنجے میں پھنس جائیں تو پھر پینترا بدل لیتے ہیں کہ ہم تو حضورؐ اقدس کے علمِ غیب کو صرف عطائی کہتے ہیں۔ مگر وہ مجبوراً کہتے ہیں...... ورنہ اصل دعویٰ ان کا وہی ہے جو ہم پیچھے قبے والی حکایت میں بیان کر آئے ہیں۔ پھر ہم نے علمی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ علمِ غیب عطائی ہوتا ہی نہیں...... یہ ذاتی ہوتا ہے، ازلی اور ابدی ہوتا ہے اور یہ صرف خاصہ باری تعالیٰ ہے۔ ذاتی اور عطائی کی تقسیم ہی بنیادی طور پر گمراہ کن ہے۔ علم جو روئے زمین پر موجود ہے وہ سارے کا سارا اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ یہ سب اس کے علم غیب کا حصہ تھا۔ اس نے یہ علم وحی کے ذریعے اپنے انبیائے کرامؑ کو دیا اور انبیائے کرامؑ نے اپنی اپنی امتوں کو دیا۔ اگر انبیائے کرامؑ اللہ تعالیٰ سے علم لے کر عطائی علم غیب کے حامل ہیں تو پھر انبیاءؑ سے وہ علم لینے والے لوگ بھی عطائی علمِ غیب کے حامل کیوں نہیں کہلا سکتے؟ اس قاعدے کے تحت تو صرف نبیؑ ہی نہیں بلکہ امت بھی غیب دان بنتی ہے۔

مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اس قسم کے دانش مند تو یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ ان کے مرشد اور پیر بھی ان کے حال کے نگران ہیں۔ یہ عقیدہ بین السطور میں نہیں بلکہ اعلانیہ ہے۔ جن کے پیر غیب دان اور اپنے مریدوں کے حال کے نگران ہوں...... وہ کب ہماری باتوں پر توجہ دیں گے!!!

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ پیش آمدہ معاملات کے سلسلے میں اللہ سے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے فرض نمازوں کی طرح کثرت سے استخارہ فرمایا کرتے تھے۔

بھائیو! ٹھنڈے دل سے غور کرو۔ جو ہستی خود عالم الغیب ہے وہ مستقبل کے پوشیدہ معاملات کے بارے میں روشنی یا ہدایت حاصل کرنے کے لئے استخارہ کیوں کرتی!

جناب رسول اللہ ﷺ نبی الجہاد تھے۔ آپؐ نے مدینہ منورہ کی نوخیز اسلامی ریاست کے دفاع کو بڑے موثر طریقے سے مضبوط کر رکھا تھا۔ یہ داستانِ حرب پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدسؐ کے پائے کا سالارِ جنگ پھر نہیں پیدا ہوا۔ آپ اس داستان کو پڑھیں تو ہر باب میں یہ خبر ضرور ملے گی کہ آپؐ اپنے دشمنوں کے عزائم اور حرکات و سکنات سے باخبر رہنے کے لئے صحابہؓ کو دشمن کے علاقوں میں بھیجتے رہتے۔ رومیوں کی شر انگیزی اور فتنہ گری کی اطلاع آپؐ کو اپنے بھیجے ہوئے صحابہؓ کے ذریعے ہی ملی تھی اور آپؐ نہایت برق رفتاری کے ساتھ شام کی سرحد پر خیمہ زن ہوئے تھے۔ تاریخ میں غزوۂ تبوک اسی کا نام ہے۔ ڈاکٹر ناصر احمد نصیر کی کتاب "پیغمبرِ اعظم و آخرؐ" کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کا "نظامِ مخابرات" بڑا ہی جامع تھا۔ اگر حضورؐ کو علمِ غیب حاصل ہوتا تو آپ ﷺ صحابہؓ کے ذریعے دشمن کے عزائم اور نقل و حرکت کے بارے میں علم حاصل کرنے کا تردد کیوں فرماتے؟

میں نے قرآنی دلائل میں سے صرف چند ایک پیش کئے ہیں، کیونکہ اس مختصر سے مضمون میں زیادہ کی گنجائش نہ تھی۔ ورنہ قرآن مجید میں ابھی بے شمار دلائل موجود ہیں جنہیں اس موضوع پر پیش کیا جانا چاہیے۔ لیکن کیا کیا جائے، جب علم کا معیار یہ ہو جائے کہ اگر جادوگر کو غیب کا علم ہو سکتا ہے اور کلنٹن کو ہمارے خفیہ ایٹمی پروگرام کی جزئیات تک کا علم ہو سکتا ہے تو ہمارے نبی پاکؐ کو علم غیب کیوں نہیں ہو سکتا؟ میں اسی قسم کی ایک اور دلیل پر اپنا مضمون ختم کرتا ہوں۔ جب روسی مدارِ ارضی میں گئے اور امریکی چاند پر اترے تو ہمارے ایک کرم فرمابڑے شد ومد سے معراج النبیؐ کی صداقت پر اس واقعہ سے استدلال کیا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے ان سے پوچھ لیا کہ اس واقعہ کے رونما ہونے سے پہلے معراج کی صداقت اہلِ اسلام کیسے ثابت کرتے تھے؟ تو وہ جھینپ سے گئے۔ یہ ہمارے علم کی کوتاہی کہ ہم جادوگر اور کلنٹن کی مثالوں سے حضور ﷺ کا علم غیب ثابت کرتے ہیں اور تسخیر قمر سے معراج کی صداقت پر دلیل پکڑتے ہیں۔ بھائیو! جادوگر اور کلنٹن جو کچھ معلوم کر لیتے ہیں وہ خارجی ذرائع اور اسباب کا محتاج ہے، جبکہ علم غیب وہ علم ہے جو اللہ باری تعالیٰ کی ذات پاک جتنا ہی قدیم ہے۔ جادوگر کو جو آج معلوم ہوا وہ اسے کل معلوم نہ تھا۔ اور کلنٹن کو جو اطلاع آج ملی ہے کل اس کے پاس نہ تھی اور ان دونوں کو آنے والے کل کی کوئی خبر نہیں ہے۔ امریکیوں کا چاند پر اترنا، راکٹ کے وسیلے کا محتاج ہے جبکہ حضور اقدس ﷺ کا سفر معراج اللہ باری تعالیٰ کی قدرت کا فقید المثال مظہر ہے۔

وماتوفیقی الا باللہ۔

اُمتِ مسلمہ میں فکری اعتدال کا علمبردار علمی وتحقیقی مجلّہ ...... محدثین کی علمی روایات کا امین اور فکری تحریک کا ترجمان

ماہنامہ محدث لاہور

علم وادب کے مرکز لاہور سے بتّیس سال سے شائع ہونے والا پاکستان کا مقبول ترین علمی وتحقیقی مجلّہ

علماء، دانشور، وکلاء، خطباء، طلباء اور اَہل فکر ونظر کی اوّلین پسند

☆ ۳۲ سال سے نئی آب وتاب کے ساتھ ہر ماہ باقاعدہ شائع ہو رہا ہے ☆

خوبصورت کمپوزنگ، معیاری سفید کاغذ، دیدہ زیب طباعت، ۸۰ صفحات

ہر شمارے میں ۵ سے زائد اہم مضامین جن میں سے ہر ایک اپنے موضوع پر مکمل کتابچہ ہے

قومی اُمور پر اسلامی نقطہ نظر، کتاب وسنت، فقہ واجتہاد، ایمان وعقائد اور دارُ الافتاء کے مستقل سلسلے

اسلام اور جدید مغربی اَفکار پر ہر ماہ اہم مضامین ...... نامور محققین، معروف علماء کی تحریریں

عالم اسلام کی علمی تحریکوں کا تعارف وتبصرہ اور منتخب عربی مضامین کے تراجم

محدث میں شائع ہونے والے مضامین اکثر دینی جرائد اور اخبارات دوبارہ شائع کرتے ہیں!

جدید سودی نظریات اور اسلام، جادو کے شرعی توڑ، اسلام کے لئے کمپیوٹر کے استعمالات، مغربی تحریکِ نسواں وغیرہ کے موضوعات پر محدث کے مضامین منفرد اہمیت رکھتے ہیں!

اگر آپ غور وفکر کا رجحان اور لکھنے پڑھنے کا ذوق رکھتے ہیں تو محدث ہی آپ کی تشنگی کو دور کر سکتا ہے!

نمونہ کا پرچہ مفت منگوانے کیلئے صرف ایک فون کریں...... گھر بیٹھے سال بھر وصول کرنے کیلئے ۲۰۰ روپے منی آرڈر کریں

ماهنامه محدث: ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700 فون: 5866476, 5866396